

اور سورۃ القدر میں شب قدر میں نزول قرآن مجید کا واضح ذکر موجود ہے۔ اسی عقیدے کی بنا پر لوگ ایک دوسرے کو پیغام بھیج رہے ہوتے ہیں ہمیں معاف کر دو سالانہ تقدیریں لکھی جا رہی ہیں! جو کہ سب خرافات کے سوا کچھ نہیں۔

نصف شعبان کو خصوصی کھانوں اور حلوہ جات کا اہتمام کرنا

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: بعض لوگ نصف شعبان کو خاص کھانے بنا کر فقراء میں تقسیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ماں کا ڈنر ہے یا باپ کا ڈنر ہے اور یہ والدین کا ڈنر ہے وغیرہ۔ یہ بھی بدعت ہے، کیونکہ یہ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ نبی آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔

نصب شعبان قبرستان کی خصوصی زیارت اور چراغاں کرنا

قبروں کی زیارت کے مخصوص بدعتی ایام کا ذکر کرتے ہوئے ”مجلۃ البحوث الاسلامیہ“ میں ذکر کیا گیا:

بعض اہل علم نے شعبان کی 15 رات میں ہونے والی بدعات و محدثات کا ذکر فرمایا ہے جو قبرستان میں کی جاتی ہیں، اور جو کچھ ان کی وجہ سے عظیم مفاسد مرتب ہوتے ہیں۔ (دیکھیں: المدخل 1/313-310)

[مجلۃ البحوث الاسلامیہ - العدد الخامس والثمانون - الاصدار: من رجب إلى شوال لسنة 1429 هـ - احکام زیارة القبور، المبحث الثامن من بیان المواسم والأعیاد المحدثۃ فی زیارة القبور]

اس کے علاوہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث سنن ترمذی 739 وغیرہ کی بیان کی جاتی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف شعبان کی رات کو اٹھ کر گئے اور بقیع قبرستان پہنچ کر آسمان کی جانب چہرہ اٹھا کر نصف شعبان کی رات کی فضیلت ذکر فرمائی، اس حدیث کے بارے میں خود امام ترمذی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، اور خود امام ترمذی کے نزدیک بھی یہ حدیث ضعیف ہے، اور شیخ البانی نے بھی اسے ضعیف الترمذی میں ضعیف قرار دیا ہے۔

البتہ اس حدیث کی اصل صحیح مسلم 2256 میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کر گئے اور بقیع قبرستان والوں کے لیے دعاء کی، جبکہ اس میں نصف شعبان کا ذکر نہیں۔

ہمارے ہاں جو باقاعدہ شب برأت کا نام دے کر قبرستان میں چراغاں کیا جاتا ہے، اور مردوں کی عید کہا جاتا ہے، لوگ جمع ہوتے ہیں یہ سب بدعات میں سے ہے۔

نصف شعبان کے بعد روزے رکھنا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب نصف شعبان ہو جائے تو پھر روزے نہ رکھا کرو۔ [سنن ابی داود 2337]

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے، جو کوئی شعبان کے شروع میں روزے نہیں رکھتا رہا ہو اسے چاہیے کہ وہ نصف شعبان کے بعد رکھنا شروع نہ کرے، اسی طرح سے جو مہینے کے آخر میں رکھنا شروع کرے اس کا تو بالاولیٰ منع ہے جیسا کہ حدیث ہے کہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزے نہ رکھے جائیں، سوائے وہ شخص جسے عادت ہو تو وہ روزے رکھے۔ جسے عادت ہو تو کوئی حرج نہیں جیسے پیرو جمعرات کا روزہ، یا ایک دن روزہ اور ایک دن ناعہ۔

[حکم الصیام بعد انتصاف شہر شعبان]

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: بعض علماء کرام نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور اگر یہ صحیح ثابت ہو بھی تب بھی یہاں پر نبی تحریم کے لیے نہیں کر اہمیت کے لیے ہے۔ جیسا کہ بعض اہل علم کا یہی قول ہے، الا یہ کہ کسی شخص کی عادت ہو روزے رکھنے کی تو وہ نصف شعبان کے بعد بھی جاری رکھ سکتا ہے۔ [شرح ریاض الصالحین]

استقبال رمضان یا شک کے دن کا احتیاطی روزہ رکھنا؟

استقبال رمضان یا چاند نظر آنے نہ آنے کے احتیاط کے نام پر رمضان شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے روزے رکھنا منع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ہر گز رمضان سے ایک یا دو دن پیشگی روزے نہ رکھے سوائے کوئی ایسا شخص ہو کہ جو اپنے روزے رکھتا ہے تو وہ اس دن بھی رکھ لے۔ [صحیح بخاری 1914]

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا یقیناً اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ [الترمذی 636، ابوداؤد 2334]

اس حدیث میں واضح طور پر روزہ رکھنے کی حرمت بیان ہوئی ہے سوائے جس کی عادت ہو مثلاً پیرو جمعرات کا روزہ یا صوم داودی وغیرہ اگر اس دن اتفاقاً پڑ جائے تو وہ رکھ سکتا ہے۔ [شرح النووی] صحابی کا یہ قول اپنی رائے سے نہیں ہو سکتا اسی لیے علماء نے اس سے شک کے دن کے روزے کی حرمت پر استدلال فرمایا ہے۔ [فتح الباری]

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: علماء کا اس کے حرام یا مکروہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، مگر صحیح بات یہی ہے کہ یہ حرام ہے خصوصاً شک کے دن کا روزہ [شرح ریاض الصالحین 394/3]

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ تمام مسلمانوں کو سنتوں پر عمل کرنے اور بدعات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماہ شعبان کے فضائل، احکام و بدعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ وہ ماہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں جو کہ رجب اور رمضان کے درمیان میں آتا ہے، یہ وہ ماہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔

[النسائی 2359]

SalafiMaktabah SalafiMaktabah
Info@maktabahsalafiyyah.org
maktabahsalafiyyah.org



Maktabah
Salafiyyah
Islamabad Pakistan

المکتبہ
السلفیہ

شعبان کی فضیلت

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی ماہ میں اس قدر روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنا آپ ماہ شعبان میں رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ ماہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں جو کہ رجب اور رمضان کے درمیان میں آتا ہے، یہ وہ ماہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں، پس میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں اٹھایا جائے کہ میں روزے سے ہوں۔ [النسائی 2359]

شعبان کے روزے

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ماہ کے پورے روزے نہ رکھتے سوائے شعبان کے، اسے رمضان سے ملا دیتے تھے۔ [ابوداؤد 2336]

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت کثرت سے شعبان میں روزے رکھتے اور پھر بہت سے چھوڑ بھی دیتے تھے۔ [صحیح مسلم 2728]

ابن عباس و عائشہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ کسی ماہ کے پورے روزے نہ رکھتے تھے۔ [صحیح بخاری 1971، صحیح مسلم 1739]

علماء کرام ان احادیث کو جمع کر کے وضاحت فرماتے ہیں کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سال پورے رکھے ہوں اور کبھی اس سے کم، یا پھر عرب کے ہاں عام عادت ہے کہ وہ مہینے کے اکثر حصے کو پورا مہینہ کہہ دیتے ہیں، یعنی تقریباً پورا ماہ ہی روزے رکھے۔ اللہ اعلم [فتح الباری وغیرہ]

شعبان میں رمضان کے قضاء روزے رکھنا

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مجھ پر رمضان کے قضاء روزے باقی ہوتے، لیکن میں ان کی قضاء رکھنے کا موقع ہی نہ پاتی مگر شعبان میں۔ [صحیح بخاری 1950]

البتہ حدیث میں ان الفاظ: ”مَنْ رَمَلَ اللَّهُ أَوْ يَرْسُولِ اللَّهِ“ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے) کی زیادتی کو شیخ البانی حافظ ابن حجر و ابن القیم رحمہم اللہ سے نقل کرتے ہوئے مدرج قرار دیتے ہیں جس کا اقرار خود راوی یحییٰ بن سعید نے بھی اپنے قول سے کیا ہے۔ (تمام المیتہ ص 224)

صحیح مسلم 1962 کے دوسرے الفاظ ہیں:

ہم میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں روزہ چھوڑتی تو اس کی قضاء رکھنے کا اسے موقع ہی نہ ملتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے کے سبب، یہاں تک کہ شعبان آجائے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کیونکہ تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار رہتی تھیں کہ کب حاجت پڑ جائے، اور یہ شوہر کے ساتھ ادب ہے، اور شریعت میں بھی اس کا حکم ہے، چونکہ شعبان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے روزے رکھتے تو وہ بھی موقع پا کر اپنے قضاء روزے ادا فرمالتیں۔ (مفہوم شرح النووی)

نصف شعبان کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات آسمان دنیا پر نازل ہوتے ہیں، پس بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتے ہیں۔

(السلسلة الصحيحة 138/3 میں شیخ البانی فرماتے ہیں: رجالہ ثقات لكن حجاج وهو ابن أوطاة مدلس وقد عنعنہ)

البتہ بعض علماء کرام جیسے سعودی عرب فتویٰ کمیٹی کے علماء کرام ان تمام احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں، اور شیخ البانی رحمہ اللہ بھی اس فضیلت والی حدیث کو حسن قرار دینے کے باوجود اس رات کی عبادت یاد ان کے روزے اور شب برأت وغیرہ کا رد کرتے ہیں اور بدعت قرار دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ ضرور نصف شعبان کی رات کو اپنی مخلوق پر مطلع ہوتا ہے پس تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک اور مشاحن کے۔

(یہ سنن ابن ماجہ 1390 کی روایت ہے اور شیخ البانی نے اسے صحیح ابن ماجہ میں شواہد کے پیش نظر حسن قرار دیا ہے)

شیخ البانی فرماتے ہیں:

مشرک سے مراد ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے خواہ اس کی ذات میں ہو یا صفات یا عبادت میں۔

اور مشاحن کے بارے میں امام ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مشاحن کا مطلب ہے بغض و عناد سے بھرا ہوا شخص۔ امام الاوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں مشاحن سے مراد ہر وہ صاحب بدعت جو امت کی الجماعہ سے الگ ہے۔ (السلسلة الصحيحة الحديث رقم: 1563)

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں مشاحن سے مراد اہل بدعت ہیں جو اہل اسلام سے بغض و عناد رکھتے ہیں۔ (الدرع ج 1 ص 195)

نصف شعبان کو مخصوص عبادات کرنا اور شب برأت منانا؟

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان بدعات میں سے جو بعض لوگوں نے ایجاد کی ہیں نصف شعبان کی رات (شب برأت) کو منانا اور اس دن کا مخصوص روزہ رکھنا ہے۔ اس بارے میں کوئی ایسی دلیل نہیں کہ جس پر اعتماد کیا جاسکے۔ اگرچہ اس کی فضیلت پر کچھ ضعیف احادیث وارد ہوئی ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، اور جہاں تک بات ہے اس میں پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت کا تو اس بارے میں وارد احادیث سب کی سب موضوع (من گھڑت) ہیں۔ جیسا کہ اس پر بہت سے اہل علم نے تنبیہ فرمائی ہے۔ [مقالہ: حکم الاحتفال بليلة النصف من شعبان]

نصف یا پندرہویں شعبان کا روزہ رکھنا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی خصوصی طور پر اس کی پندرہ تاریخ کا روزہ رکھنا۔ اس بارے میں کچھ احادیث وارد ہوئی ہیں مگر وہ سب ضعیف ہیں کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت نہیں نہ ہی ان پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ہر وہ چیز جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو کسی انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ لہذا خصوصی طور پر نصف شعبان کا روزہ نہ رکھا جائے، کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور جو بھی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے۔

اس رات کو قیام کے لیے مخصوص کرنا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بھی بدعت ہے، کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو قیام کے لیے مخصوص فرمایا ہو۔ بلکہ یہ دیگر راتوں کی طرح ایک رات ہے اگر انسان عادی ہے دیگر راتوں میں قیام کا تو وہ اس رات بھی قیام کرے اپنی اس اچھی عادت کو جاری و ساری رکھنے کے لیے نہ کہ اس رات کی خصوصیت کی وجہ سے۔ اور اگر قیام اللیل اس کی عادات میں سے نہیں ہے تو وہ محض اس رات کو قیام کے لیے مخصوص نہ کرے، کیونکہ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ اور اس سے بھی دور کی گراہی یہ ہے کہ اس رات کے قیام کو مخصوص تعداد کی رکعتوں کے ساتھ خاص کرنا جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ لہذا ہم اس رات کو قیام کے ساتھ خاص نہیں کریں گے۔

کیا اس رات تقدیریں لکھی جاتی ہیں؟

بعض لوگ سورۃ الدخان آیت 3-4 میں ایک مبارک رات اس قرآن کے نزول کا جو ذکر ہے اس سے مراد 51 شعبان لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں بلکہ قرآن کا نزول رمضان میں شب قدر میں ہوا، جیسا کہ سورۃ البقرۃ آیت 185 میں رمضان کے مہینے میں